فون نمبر ۲۶۱۳۵ ۶۸۲ تار نمبر ایل ۱۶۶۲

حبّ الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

اسسٹنٹ ایڈیٹر ڈاکٹر سعید احمد علوی نسیم

سالانہ ودستی صرف چار روپے

فی پرچہ ۱شمارہ پیسے

ترسیل زر کا پتہ

۱۔ محمد حسین حسن علوی کاکوروی منیجر کاکوری اخبار امین آباد لکھنؤ

۲۔ مبارک کمبل پوشیدہ ۲۰۵ مقابل دیسمبوبال کراچی نمبر ۲۔

خبروں اور مضامین کے سلسلے میں جملہ خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر (۳) | یکم اگست ۱۹۶۵ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ | شمارہ نمبر (۲۲)

کلامِ نظام

خان بہادر مولوی نظام الدین حیدر صاحب عباسی مرحوم

عالمِ حسنِ بتاں آباد باد — چشمِ بد دشمن دل ما شاد باد

دل نہ بقید اندر بدامِ زلفِ تو — زیں جہان و زاں جہان آزاد باد

زاتشِ عشقت مرا ے شعلہ رو — خانۂ دل سر بسر برباد باد

بر سرِ عاشق بلائے عشق ماند — ہر زماں جور دگر ایجاد باد

آنکہ ویران خانۂ عشاق کرد — یا الٰہی خانہ اش آباد باد

چوں پسند د خاطرش خوش خاطری — شاد ہر دم ایں دلِ ناشاد باد

ہستیِ من در رہِ عشقِ حبیب — خاک باد و خاک ہم برباد باد

یار ہے حسنِ یار ہے عشق سدا بہار ہے — سارے جہاں کو دیکھئے تختۂ لالہ زار ہے

سیر کو جایئے کہاں جب کہ یہیں بہار ہے — گل جو ہے وہ تو گل ہی ہے خار بھی گلعذار ہے

رشکِ ہزار گلستاں سینۂ داغدار ہے — اشک رواں ہیں آنکھ سے ابر جو دُرفشار ہے

حسن کا عشق آہ آہ عشق کا حسن واہ واہ — اپنے ہی خون میں غوطہ زن عاشقِ جاں نثار ہے

یہ جو نیاز و ناز ہے باہمی ساز باز ہے — ایک عجیب راز ہے راز جو آشکار ہے

حسن نہیں ہے یار ہے عشق نہیں ہے یار ہے
کچھ بھی نہیں ہے یار ہے یار ہی یار ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اصل کارنامہ

دنیائے انسانی کے جینے میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر معلوم نہیں کیا کچھ کیا جاتا ہے اور ان مراسم کو ادا کرتے وقت لوگوں کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گزرتا کہ وہ زندگی بھر کیا کرتے رہے اور ہم ان کے نام پر کیا کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت شیخ کا اصل کارنامہ کیا ہے تو ان کی سوانح حیات ان کے مواعظ و خطبات ان کی کتابوں اور اس دور کی تاریخ کا جواب ہوگا کہ ان کی زندگی کا اصل کارنامہ احیائے اسلام کی سعی اور انفرادی و اجتماعی اصلاح کی کوشش ہے جس میں خدا کے فضل سے انھیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ کی ولادت باسعادت علاقہ گیلان کے مقام نیف میں سنہ ۴۷۰ھ میں ہوئی وہ خلیفہ عباسی مقتدی بامر اللہ کا عہد حکومت تھا ابتدا ہی سے آپ صلاح و تقویٰ کے گہوارے میں پرورش پاتے رہے اور اپنی والدہ ماجدہ کی صالح تربیت کے سایہ میں جوان ہوئے گاؤں میں جتنی تعلیم ہو سکتی تھی حاصل کی لیکن اس پر قانع نہ ہوئے۔ تکمیل علم کا خوق پیدا ہوا اور آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے بغداد جانے کی اجازت مانگی۔ انھوں نے اجازت دیدی اور زاد راہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی عبا میں بغل کے نیچے استر میں سی دیے اور نصیحت فرمائی کہ کسی حال میں جھوٹ نہ بولنا۔ دراصل یہ نصیحت ہی اصل زاد راہ تھی جسے لیکر آپ روانہ ہوئے راستہ میں ڈاکوؤں کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ وہ واقعہ ایک کھلا نشان تھا۔ کہ آگے چلکر آپ کو کیا خدمت انجام دینی ہے اللہ تعالیٰ آپ سے کیا کام لینے والا ہے ڈاکوؤں کی توبہ اور ان کا رجوع الی اللہ بتا رہا ہے کہ آئندہ اس بات پر کثرت سے لوگوں کی توبہ کرنی ہے اور آپ کی پر اثر تعلیم سے بہت سے خدا کے بھاگے ہوئے غلام اپنے آقا کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

سنہ ۴۸۸ھ میں آپ بغداد پہونچے اس وقت عمر شریف ۱۸ سال تھی۔ بغداد فتنوں کا آماجگاہ تھا ایک طرف شیعیت۔ اعتزال فتنہ خلق قرآن اور باطنیت کی تحریکیں خطرہ دیان بنی ہوئی تھی دوسری طرف علمائے سوء اور مکار صوفی لوگوں کی جان و مال اور ان کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے تھے۔ حرام خوری۔ بدکاری اور منافقت کی گرم بازاری سے بغداد جل رہا تھا۔ مستظہر باللہ کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے ایک سال سے زائد گزر رہا تھا۔ بنو امیہ کی حکومت کو ختم ہوئے زیادہ دن نہ گزرے تھے۔ سلجوقی آپس میں دست و گریبان تھے بغداد میں کبھی کسی سلجوقی بادشاہ کا خطبہ پڑھا جاتا۔ اور کبھی دوسرے سلطان کا جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی تھی مجبور و بے بس خلیفہ اس خلعت سلطانی عطا کر دیتا تھا۔ انھوں نے متعدد قلعوں پر قبضہ کر کے ملک میں اودھم مچا رکھا تھا کسی اہل حق کی نہ جان محفوظ تھی اور نہ مال۔ بڑے بڑے امراء اپنی حفاظت کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور تھے ۴۹۱ھ میں ان کی دست درازی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حجاج کے قافلے کو لوٹ کر ان سب کو تہ تیغ کر دیتے تھے۔ مستظہر باللہ کے عہد خلافت کا ایک اہم واقعہ جنگ صلیبی کا آغاز بھی ہے۔ خیریت یہ تھی کہ مستظہر کی بیدار مغزی کی وجہ سے بغداد سیاسی اعتبار سے پرسکون تھا۔ حضرت شیخ نے اس سیاسی سکون کا پورا فائدہ اٹھایا۔ اور اپنی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن مشغول رہے اس وقت کے مشہور علماء اور ائمہ سے آپ نے تعلیم حاصل کی اور انتہائی تنگ دستی کی حالت میں حاصل کی اس راہ میں آپ نے بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں لیکن ہمت نہ ہاری اور مسلسل اپنی تکمیل میں لگے رہے اور ارشاد رہا کہ یہ مصائب الم بھی ہیں۔ جن میں تپے بغیر کوئی سونا نہیں بنتا۔ سنہ ۴۹۶ھ اپنے مدرسہ سے تمام مروجہ علوم و فنون میں کامل ہو کر نکلے۔ شیخ ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس کی صحبت میں احسان و سلوک کی تربیت حاصل کی اور پھر قاضی ابوسعید مخرمی نے اس کی تکمیل کی۔ کتاب و سنت کے علوم و فنون سے مسلح مزاج شریف سے استغنا و صلاح و تقویٰ سے آراستہ ہو کر

آپ میدانِ جہاد میں اترے۔ تین محاذوں سے باطل کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ دعوتی اجتماعات، مدرسہ، مجالس، ارشادات و تربیت آپ کو الگ سے کوئی نیا مدرسہ قائم کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اپنے استاد ابوسعید مخزومی کے مدرسہ میں آپ نے مسندِ صدارت کو زینت بخشی۔ اور ابتداءً وہیں دعوت الی الحق کے اجتماعات بھی منعقد ہوتے تھے۔ طلباء و سامعین کی کثرت بڑھنے کی وجہ سے عمارت ناکافی ہونے لگی چنانچہ لہٰذا اوقاتِ تقریر کے لئے شہر سے باہر وسیع میدان میں منبر رکھا جاتا تھا۔ سامعین کی تعداد کبھی کبھی ۷۰، ۸۰ ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ چار سو اشخاص آپ کے مواعظ و خطبات قلمبند کیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چالیس سال جاری رہا۔ ایک اہم اور معنی خیز بات یہ تھی کہ آپ اپنی تقریر کی تمہید "ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق الخ" کلمہ کی تلاوت فرماتے تھے اور امام وقت کی اصلاح کی دعا بھی کرتے تھے۔ یہ دونوں باتیں آپ کی جدوجہد کے مقصد کو واضح کرتی ہیں۔

کوئی دین اور کوئی نظامِ زندگی سیاسی اقتدار کی اصلاح کے بغیر کبھی نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت خلافتِ عباسیہ کا سیاسی اقتدار کمزور بلکہ برائے نام تھا۔ اور عام طور سے خلفاء اپنے عیش و عشرت میں مگن تھے پھر بھی اصلاح کی کوئی جدوجہد کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک سیاسی اقتدار مستحکم اور سلطانِ وقت کی غلط حرکتوں پر سختی کے ساتھ علی رؤس الاشہاد ٹوکا نہ جائے۔ آپ کے پُراثر کلام پر تاثیر کیفیت اخلاص و دردمندی، بے نفسی اور بے غرضی کا یہ اثر تھا کہ بنظرِ تربیتِ عامہ کے باوجود کبھی کسی خلیفہ نے آپ پر ترچھی نگاہ نہ ڈالی۔

ایک بار خلیفہ مقتفی لامر اللہ نے قاضی ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو جو ابن مزاحم الظالم کے لقب سے مشہور تھا بغداد کا قاضی مقرر کیا۔ جب شیخ کو اس کی خبر ملی تو برسرِ منبر خلیفہ کو مخاطب کر کے کہا۔ تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو قاضی بنایا ہے جو اظلم الظالمین ہے کل قیامت میں رب العالمین کو کیا جواب دو گے۔ تاریخ کہتی ہے کہ یہ بلیغ جملے سن کر خلیفہ لرز اٹھا اور رونے لگا اور اسی وقت قاضی کو ہٹا کر اس عہدہ سے معزول کر دیا۔ آپ کی مجالسِ وعظ میں وزراء، امراء اور سلاطین بھی شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات ان کا اقتدار خلیفہ سے بڑھ جاتا تھا۔ اس خلیفہ کے قصور و محلات کا ناظم عزیز الدین آپ کی مجلس میں حشم و خدم سے آیا۔ مجلس میں آنے کا پہلا موقع تھا۔ اس کے آتے ہی آپ نے اپنی تقریر کا رخ اس کی طرف موڑ دیا۔

آپ نے فرمایا کہ تم سب کی حالت یہ کہ ایک دوسرے کی خدمت کرتا ہے اللہ کی خدمت کون کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طویل نصیحت فرمائی اور آخر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ بڑھ! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دے تاکہ اس اجاڑ گھر یعنی دنیا سے بھاگ کر رب کی طرف لپکیں اور اللہ کی طرف اور عمل کی طرف چلیں۔ عنقریب تجھ کو حق کی طرف لوٹنا ہے اور وہ تجھ سے تیرے اعمال کی باز پرس کرے گا (فیوض یزدانی صفحہ ۵۰۰) ایک موقع پر آپ سے درخواست کی گئی کہ کلام میں اتنی سختی نہ ہوتی تو اچھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میل جم گیا ہے جب تک اس کو اندر سے نہ مٹا جائے دور نہ ہوگا۔ یہ کتنا بلیغ، معنی خیز اور دور رس جواب ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آپ کی زندگی کے اصل کارنامے کی ایک دلیل آپ کا لقب محی الدین بھی ہے۔ آپ کی احیاءِ دین کی جدوجہد نمایاں نہ ہوتی اور اگر آپ کا کوئی امتیازی وصف نہ ہوتا تو یہ لقب بے معنی ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی مظلومیت نے آپ کو آتش زیر پا بنا دیا اور آپ دین کو پھر سے غالب کرنے کے لئے ہمہ تن مصروفِ جہاد ہو گئے تھے۔ ایک ملفوظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے۔ اے باشندگانِ زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کر دیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کر دیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ اے سورج اور چاند اور اے دن تم سب آؤ۔ (صفحہ ۹۸۹)۔ دیکھے

ملفوظ میں ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو اسلام رو رہا ہے اور ان فاسقوں ان بدعتیوں، گمراہوں اور مکر کے کپڑے پہننے والوں اور ایسی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے ظلم سے جو ان میں موجود نہ ہوں اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد و پکار رہا ہے (صفحہ ۵۰۰) ایک جگہ پر آپ نے تجویزی طور پر تمام باشندگان بغداد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے باشندگان بغداد تمہارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے اخلاص کم ہو گیا ہے اقوال بڑھ گئے اور اعمال کم ہو گئے ہیں۔ تمہیں جاننا چاہیے۔ کہ قول بلا عمل کسی کام کا نہیں۔ بلکہ وہ تمہارے خلاف حجت ہے قول بلا عمل ایسا خزانہ ہے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ محض دعویٰ ہے دلیل اور گواہ کے بغیر۔ وہ ایک ڈھانچہ ہے جس میں روح نہیں کیونکہ روح تو اخلاص و توحید اور کتاب و سنت پر عمل کرنے سے آتی ہے اور وہ تمہارے اکثر اعمال سے نکل چکی۔ غفلت سے۔ آؤ اور خدا کی طرف پلٹو۔ اس کے حکم کی تعمیل کرو۔ اور اس کے ممنوعات سے بچو۔ (صفحہ ۵۰۱)

یہ تھے سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی اور یہ ہے ان کا کارنامہ آپ کی جدوجہد اور اس کے تمام ذرائع تجدید و احیاء اسلام کے محور و مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ دعوتی اجتماعات کا منبر وعظ ہو، مدرسہ کی مسند درس ہو یا خانقاہ کی خلوت ہر جگہ یہی ایک مقصد جو ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہا۔

آپ کی اس جدوجہد کے نتائج کیا رہے اس سوال کا جواب بھی بڑا دلکش اور اطمینان بخش ہے مگر طوالت طلب۔ مختصراً اتنا کہنا کافی ہے کہ حضرت شیخ کی جدوجہد سے بغداد میں صلاح و تقویٰ کی ایک تازہ بہار آئی تھی یہی نہیں بلکہ عوام و خواص کی زندگیوں میں تبدیلی ہو گئی تھی۔ بلکہ قصر خلافت تک اس کے اثرات جا پہنچے تھے۔ اب ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ حضرت شیخ کے حقیقی عقیدت مند وہ لوگ جنہیں اس جدوجہد کے نام پر ہی پسینہ آ جاتا ہے اور وہ یاغوث کا نعرہ مار کر اور ان کی گیارہویں منا کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عقیدت کا ثبوت پیش کر دیا۔ ہم مسلمانوں کو بالعموم اور قادریوں کو بالخصوص دعوت دیتے ہیں کہ وہ اقامت دین اور احیاء اسلام کی جدوجہد شروع کریں جس کے لئے حضرت شیخ زندگی بھر مصروف عمل رہے۔

نیا تعارف

امید ہے کہ سب بخیر ہوں گے دیگر احوال یہ ہے کہ کافی عرصے سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو مفصل خط لکھوں۔ آج اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا موقع ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج عزیزم افتخار احمد علوی کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا اسی دوران انہوں نے آپ کا اخبار میرے سامنے رکھ دیا۔ جس میں ان کی غزل چھپی تھی۔ میں اپنا مختصر تعارف کرا دوں پھر آگے لکھوں گا۔

میں حقیقتاً کاکوری کا باشندہ ہوں مگر قسمت نے میری سرزمین کاکوری سے نکال کر سرزمین دکن کے ایک شہر اورنگ آباد میں لا ڈالا۔ چنانچہ میری تعلیم و تربیت وہاں پر میرے خالہ زاد بھائی یعقوب عثمانی نے کی۔ اور پھر سنہ [illegible] میں۔ میں اورنگ آباد سے چلا آیا۔ مختلف شہروں کی سیاحی کرنے کے بعد چار سال لکھنؤ میں رہا۔ اور اب دہلی میں مقیم ہوں یہ میری بدقسمتی ہے کہ لکھنؤ میں رہنے کے باوجود اپنی سرزمین تک نہ پہنچ سکا میرا تعلق لکھنؤ کی درگاہ حضرت مخدوم شاہ مینا سے ہے۔ میرے قریبی عزیز اب بھی وہاں موجود ہیں۔ حاجی نصرت علی عرف حاجی بگن۔ عزت علی علوی عرف بچو۔ وحید الحسن صاحب یہ سب میرے سگے عزیزوں میں ہیں۔ تعارف محض اس لئے کرا رہا ہوں کہ افتخار صاحب نے باتوں باتوں میں کہہ دیا کہ انہوں نے میرے متعلق آپ کو لکھا مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پہلے میں ولی عثمانی اورنگ آبادی کے نام سے لکھتا تھا۔ اب چاہتا ہوں اپنے صحیح نام سے لکھنا شروع کروں۔ چنانچہ شروعات آپ ہی کے اخبار سے اپنی تازہ تخلیق کر رہا ہوں۔

آپ کے اخبار میں اپنی ایک عزیزہ محترمہ وحیدہ نسیم صاحبہ کی تخلیقات کو دیکھا عہد رفتہ کے نقوش ابھر آتے ہیں۔

میں نے اپنا مختصر تعارف کرا دیا آپ چاہیں تو میرے متعلق معلومات بہم کر سکتے ہیں۔ ویسے میں کوشش کر رہا ہوں کہ عرس کے موقع پر لکھنؤ چلا آؤں اگر آیا تو آپ سے بالمشافہ گفتگو ہو گی (باقی صفحہ ۸)

جواب خط

ہم ابھی جواب خط کی ایک ہی قسط لکھ پائے تھے۔ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ایک طرف اگر انسپکٹر آف اسکول نے تحقیقاتی قدم اٹھایا ہے تو دوسری طرف کمیٹی انتظامیہ نے بعض اسکول کی اندرونی بدعنوانیوں کی تحقیقات اپنے اسسٹنٹ منیجر کے سپرد کی ہے۔ ممکن ہے کہ ۵ مارچ کو ہونے والی میٹنگ میں رپورٹ پیش کی جائے۔

باؤجی! ذرا یہ تو فرمایئے کہ بحیثیت اسسٹنٹ منیجر یا اسکول آئین کے دائرے میں گھر رہ کر کوئی ذمہ دارانہ تحقیقات کر سکتا ہے؟ اور آزادانہ اپنے خیال کا اظہار کر سکتا ہے سوائے اس کے کہ حالات کو دبا دیا جائے۔ آپس میں مصالحت کرا دی جائے۔ یا پھر ہر چہ باداباد پر عمل کیا جائے۔ بجائے کامل خاں صاحب کے اگر کوئی غیر جانب دار ہوتا تو وہ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار کرتا۔ اور صفائی کے ساتھ رپورٹ پیش کرتا۔ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعض ذمہ داران کمیٹی کھلم کھلا خاں صاحب کو بعض معاملات سے ملوث کر چکے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں ذمہ داران ان کی رپورٹ صحیح ماننے پر تیار ہونگے بہر حال اب جبکہ کامل خاں صاحب کے سپرد ایک تحقیقات ہو چکی تو ہم ان سے اتنی استدعا ضرور کریں گے کہ بلا کسی موافقت و مخالفت اسکول کے آئندہ لائحہ عمل کا خیال رکھتے ہوئے کریں جو کچھ کریں۔

اگرچہ ہمیں یہ نہیں معلوم کہ کن کن باتوں کی جانچ ان کے سپرد کی گئی ہے انسپکٹرس آف اسکول کی تحقیقات ہمیں کبھی اس کی امید نہیں کہ صحیح پوزیشن انسپکٹر صاحب تک پہونچ سکیں۔ کیونکہ صحیح حالات و واقعات اگر انسپکٹر صاحب تک پہونچ گئے تو اللہ ہی مالک ہے اسکول کا۔ باؤجی۔ ان سب باتوں سے بہتر ہوتا کہ اگر آپ کسی انجان غیر جانب دار سے چپکے انکوائری کرواتے تاکہ آپ کو تمام رازہائے سربستہ کا انکشاف ہو جاتا اسکول کی فضا کچھ ایسی خراب کی جا چکی ہے کہ ہر آنے والا شخص کانوں پر ہاتھ رکھ رہا ہے۔ پرنسپل کوئی صاحب بھی ہوں خصوصاً نیا آنے والا اسکول کی حالت اس کی فضا اس کا ماحول کیا رہا ہے اور کیا ہے یہ پندرہ دن تو اسکول کی حالت کا جائزہ لینا اس کے لئے ضروری ہے اور اگر پہلے ہی سے بعض ہمدردوں نے کہیں اس کے کان بھر دیئے تو پھر پرنسپل کیا کسی ٹیچر کا بھی کاکوری میں جینا محال ہے

جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہے جو اساتذہ انٹرویو میں منتخب کئے گئے تھے سوائے پرنسپل صاحب کے یا تو آئے ہی نہیں یا آکر جا رہے ہیں ابھی تک کوئی نظام اسکول کا طے نہیں ہو پایا ہے دوسرے اساتذہ ہٹانے کی ہر شخص کوشش کر رہا ہے۔

یہ کیا ہے؟

کاکوری گرلس جونیر ہائی اسکول کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ اسکول کے بعض اردو لینے والی لڑکیوں سے یہ کہا گیا کہ یہاں اردو نہیں ہے ہمیں حیرت ہے کہ ذمہ دار استانیوں کی زبان سے ایسے الفاظ کیسے نکلتے ہیں جبکہ گورنمنٹ کا سرکلر آچکا اور ہمیں سکر اطمینان بھی ہوا کہ ہر سکنڈری اسکول میں لسانی فارمولے کے مطابق ایک اردو پڑھانے والا ٹیچر آگیا ہے

اسکول استانیاں یہ تو کہہ سکتی ہیں کہ ہمارے یہاں اردو پڑھانے والی نہیں ہے ہمارے یہاں اردو نہیں ہے یہ کتنا غلط ہے استانی نہ ہونا دوسری چیز ہے ہم اس کے لئے حکام بالا کو لکھ رہے ہیں۔ انجمن ترقی اردو صدر دفتر لکھنؤ اس پر برابر کوشش کر رہا ہے۔

سستے غلہ کی دوکانیں بند کر دی گئیں

آٹا ایک روپیہ سیر۔ مٹی کا تیل غائب۔ نمک پر بھی آفت آگئی

سستے غلہ کی دوکانیں جو غریبوں کے لئے خصوصاً متوسط طبقہ کے لئے ہی باعث تسکین تھیں انھیں سرکار نے بند کر دیا۔ گیہوں ۱۶-۱۸ چھٹانک کا بازار میں بک رہا ہے مٹی کا تیل بازار سے غائب ہو چکا ہے سستے غلہ کی دکانوں کو جو تیل دیا جاتا لال تیل ہے جن کے پاس بیچنے کا ٹھیکہ ہے وہ دلالے نیلام کر رہے ہیں۔ چور بازاری میں ایک روپیہ بوتل فروخت ہو رہا ہے نمک کا بھی قریب یہی حال ہے کہ غائب نظر آرہا ہے حکام بالا کو اس پر توجہ کرنا چاہیئے۔

پاکستانی ڈاک

نتائج امتحانات

تزئین عابدہ علوی		فرسٹ ایر پاس
صبیح الدین حسن علوی		آٹھواں ”
تنویر فائقہ علوی		ساتواں ”
روحی ردیفہ خاتون عباسی		” ”
تسنیم فاطمہ علوی بنت اخلاق احمد علوی صاحب		نواں ”
سیما علوی	” اقبال احمد علوی	” ”
عندلیب فاطمہ	” خلیق احمد علوی	” ”
عزالہ اخلاق علوی		ساتواں ”
یوسف علی ہاشمی ولد انوار علی ہاشمی		نواں ”
مہناز بنت مصلح الدین کرمانی صاحب		” ”
ندیم ضیاء علوی ولد اکبر علی	”	آٹھواں ”
اختر حسن علوی صاحبزادہ عبدالحی علوی		چھٹا ”
خدیجہ علوی	”	پانچواں ”
رخسانہ علوی	”	اول ”
شبنم	”	” ”
محمد سلیم واصف ولد محمد واصف علوی		آٹھواں ”
رعنا توصیف علوی بنت توصیف علوی مرحوم		ساتواں ”
ندیم توصیف علوی	”	پانچواں ”

کموڈور محمد آصف صاحب علوی چیرمین چاٹگانگ پورٹ ٹرسٹ کھلنا ایک سرکاری کام سے کراچی آئے تھے تین چار دن قیام کے بعد کھلنا مشرقی پاکستان واپس ہوگئے۔

اطلاع ملی ہے کہ جناب عبدالقدیر صاحب کرمانی معہ اہلیہ راولپنڈی بغرض تبدیلی آب و ہوا گئے ہوئے تھے۔

تقریبِ عقیقہ:۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب سے اطلاع ملی ہے کہ جناب سعید صاحب نے اپنے نومولود بچہ عمران کا عقیقہ بڑی دھوم دھام سے کیا۔ تقریب میں اعزاء خاص کے علاوہ دفتری احباب بھی شریک ہوئے۔

ہم اس پرمسرت تقریب پر جناب سعید صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کامیابی:۔ یہ خبر بھی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ شکیلہ ناظم بنت حکیم مشیر الحسن صاحب علوی نے ہیلتھ وزیٹر کورس کے امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے اللہ مبارک کرے۔ ہم اس کامیابی پر ان کے جملہ اعزاء کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

وصتیاز صاحبزادہ اعتقاد الحسن صاحب علوی کا کو آجکل بخار آرہا ہے علاج ڈاکٹری ہو رہا ہے۔ کچھ سکون معلوم ہوتا ہے۔

اسماء صاحبہ کے متعلق بھی ایسی ہی خبریں بتائی گئی ہیں کہ شدید زکام و بخار میں مبتلا ہیں۔ اب حالت رو بہ سکون ہے۔ باری تعالیٰ صحت دے۔

ڈاکٹر عبدالحی صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ابھی کچھ روز ہوئے وہ اپنے مکان میں تھے دفتر سے آکر ایک بہترین ہاتھ کی گھڑی میز پر رکھی ہوئی تھی موصوف غائب ہو گئی۔ چور کی تلاش جاری ہے مزید انکشافات کی توقع ہے

حفصہ صاحبہ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ موصوفہ کو بلڈ پریشر کی شکایت ہو گئی ہے کمزوری زیادہ ہے اب پہلے سے سکون ضرور ہے۔ علاج ڈاکٹری ہو رہا ہے۔

محمد واصف صاحب علوی کے بارے میں معتبر اطلاع ملی ہے کہ موصوف کے ہرنیا کا آپریشن ہوا ہے۔ جناح اسپتال میں داخل ہیں۔ آپریشن کامیاب ہوا ہے اور سکون ہے۔

حالاتِ وطن

آتش بازی سے حادثہ: ۲۰ جولائی کی خبر ہے کہ وصی علی ولد شاہد علی صاحب ساکن برگد تلہ ایک برات میں جا رہے تھے۔ روانگی کے وقت گولے چھٹانا چاہتے تھے ایک گولہ ہاتھ ہی میں چھوٹ گیا جس سے سیدھا ہاتھ بالکل ہی بیکار ہو گیا فوراً بلرامپور اسپتال لے جایا گیا اور بلرامپور ہی میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں انگلیاں کاٹ ڈالی گئیں ۲۲ جولائی تک وقت تک انگلیاں کاٹی گئیں تھیں ہوش نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

قتل یا خودکشی: غالباً ۲۰ جولائی کو شیو رام ولد ماد ہو (منشی احترام علی صاحب علوی کا باغبان) شب میں ڈھائی تین بجے مار ڈالا گیا۔ یہ تو پوسٹ مارٹم ہی صحیح بتلائے گا کہ حقیقتاً قتل ہے یا خودکشی؟ بظاہر کوئی علامت خودکشی کی ہمارے سامنے نہیں۔ سوائے اسکے کہ چار چھ ماہ ہوئے ایک آوارہ عورت جو تین شوہر چھوڑ چکی تھی۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر اس کی شادی کرا دی۔ مار اگھر ہی گئی۔ عورت موجود ہے۔ بڑھیا ماں جو موجود تھی اس کو اسی عورت نے رات میں گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ بہرحال پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ پوسٹ مارٹم کی تفصیلی رپورٹ ملنے پر معلوم ہو جائیگا۔ قصبہ میں اس بیدردانہ قتل سے ایک سنسنی ضرور پھیلی ہوئی ہے۔ عوام پولیس تحقیقات کے شدت سے منتظر ہیں۔

فیملی پلاننگ کیمپ: سرکاری احکامات کے مطابق ۱۵ سے ۲۲ تک یہ ہفتہ ہماری کاکوری میں بھی منایا گیا۔ اب کی بھی کیا کم کامیابی رہی کہ بلاک کے ذمہ داروں نے قریب قریب پورا پورا ہوگ دیا۔ اس مرتبہ کیمپ صرف چونکہ لیڈیز سے متعلق تھا لہذا ویلفیر سنٹر کاکوری رہا۔ ڈاکٹر بشارگر لکھنؤ سے روزانہ کاکوری آتی رہیں۔

بی۔ ڈی۔ او بلاک کاکوری اے ڈی او ڈبلو بھی ان کے ہمراہ رہیں۔ مسز جرن انچارج سنٹر مسٹر شندن کو خود کو سُرُ دیا کی کوششیں بار آور ہوئیں۔

ذمہ داروں کا خیال ہے کہ لکھنؤ کے بلاکوں میں کاکوری بلاک میں کیمپ نمایاں کامیاب رہا۔ آج ۲۰ جولائی جو خبریں مل رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع لکھنؤ میں کاکوری صف اول پر ہے۔ ۱۰۵ کیس پورے۔ کل شام کو ۲ کیس اور آ گئے۔ یہ بعد کو معلوم ہو جائیگا۔ کس نمبر پر رہا۔ اور صحیح پوزیشن کیا ہے۔ محکمے سے صحیح رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہے۔

کامیابی: انوار احمد صاحب عباسی (فرزند انیس احمد صاحب عباسی) نے اس سال بی اے سکنڈ ڈویژن پاس کر لیا۔ اللہ مبارک کرے نمبر امتیازی سے صرف چند نمبروں سے فرسٹ ڈویژن رہ گیا ان کے امتحان کا نتیجہ دیگر تین درجن طلباء کے ساتھ بعض وجوہات کی بناء پر روک دیا گیا تھا۔

صغیر الدین حسین صاحب علوی (صاحبزادہ ڈاکٹر سراج الدین حسین صاحب علوی) نے اس سال ایل ایل بی فائنل سکنڈ ڈویژن پاس کر لیا ہے اللہ مبارک کرے۔

ولادت: کاکوری ہاؤس لکھنؤ سے یہ پرمسرت خبر ملی ہے کہ ۱۶ جولائی کو بیگم افتخار علی صاحب علوی کے یہاں بچی تولد ہوئی وصیہ تحسین نام تجویز ہوا۔ اللہ مبارک کرے۔

خودکشی: گردنی کھیڑہ کا ایک بڑھئی جو گھر کا اکیلا تھا اس طرف پیشاب بند ہو جانے کی وجہ سے سخت کرب و بے چینی سے عاجز آ کر کنوئیں میں کود کر خودکشی کر لی۔ پولیس موقع واردات پر پہونچی پنچایت نامہ ہو گیا۔

احسن مجتبیٰ صاحب علوی۔ سیدہ (بیگم مظہر الدین احمد صاحب کرمانی) مغربی پاکستان سے چند دنوں کے لئے آئے ہیں۔

چوری: منشی عبد الوحید صاحب کماری گنوان کے یہاں ۲۲ ۲۳ کی شب میں زبردست چوری کی واردات ہوئی۔ قریب قریب گھر کا صفایا ہی کر گئے جو صندوق کھل سکے اس کا سامان نکال کر

سے گئے۔ تین چار صندوق جن کے قفل توڑ نہ سکے اٹھا لے گئے۔ ابھی تک ان کا کوئی پتہ نہیں چل پایا۔ پولیس میں رپورٹ کردی گئی ہے اتفاقاً ایس پی صاحب بھی اسی دن قتل کی تفتیش کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے۔ سنا ہے کہ واپسی پر اس گھر پر بھی گئے۔

موسم: ماہ سوا ماہ تاخیر کے بعد انتہائی امس اور شدید گرمی کے بعد جمعہ ۲۳ جولائی کو گہرا چھینٹا پڑا۔ دوسرے دن ۲۴ جولائی کو دن بھر شدید بارش ہوتی رہی جس نے ندی نالے سب بھر دیے۔ ملحا ہوتی، تالاب غرض کہ قریب کے سب ہی تالاب لبالب ہو کر چھوڑ دہ کا رخ کر چکے ہیں۔ کاشتکار جو بہت زیادہ مایوس اور پریشان تھے اپنی بونی میں لگ گئے۔

زیارت: حسب سابق گزشتہ اسی مرتبہ بھی ۱۲ ربیع الاول کو موئے شریف و قدم رسول کی زیارت مولوی محلہ کی مسجد واقع بارہ دری حضرت قاضی القضاۃ میں بعد نماز عصر ہوئی۔ پہلے مرد حضرات نے زیارت کی جو کافی تعداد میں تھے۔ بعد میں مستورات کی زیارت کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جو قریب مغرب تک جاری رہا آخر میں شیرینی کا تبرک تقسیم کیا گیا۔

نمایاں کامیابی: دلی کی اس خبر سے انتہائی مسرت ہوئی کہ فرحت علی عباسی پسر شوکت علی عباسی مرحوم نے دلی یونیورسٹی سے ایم اے سکنڈ ڈویژن کامیاب کیا۔ موصوف دی ایونگ انسٹی ٹیوٹ (فلاسفی) میں واحد مسلم طالب علم تھے۔ موصوف کی کامیابی اس لئے بھی لائق تحسین ہے کیونکہ انہیں ملازمت بھی کرنا پڑی۔ فائنل ایر میں دلی یونیورسٹی کی ایکاؤنٹ برانچ میں ملازمت میں لے لئے گئے۔ ملازمت کی اہم ذمہ داری ہی اکتوبر ۶۲ء میں یکلخت ٹائیفائڈ میں مبتلا ہونے کی سبب ان کی کامیابی یقینی نہ تھی لیکن خدا کی رحمت اور فطری ذہانت آڑے آئی اور اقتصادی معاشی الجھنوں میں پھنس کر تعلیم حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس حالت میں بجا طور پر جدوجہد واقعی قابل تحسین و ستائش ہے ہم موصوف کے جملہ اعزا کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۲)

غزل اپنے اخبار میں شائع فرماکر ممنون فرمائیے گا۔

(انور مینائی کاکوروی پارسل آفس دہلی جنکشن)

غزل

قصۂ غم سن کے میرا مسکرا دیتے ہیں لوگ
یوں بھی احساس غم فرقت دلا دیتے ہیں لوگ

باعث تسکین ہے دیوانوں کو یہ سمجھائے کون
سن کے روداد الم جو مسکرا دیتے ہیں لوگ

مسکرا کر ٹال دیتے تھے بڑی سی بات بھی
چھوٹی چھوٹی بات کو بھی اب بڑھا دیتے ہیں لوگ

پہلے افسانوں پہ ہوتا تھا حقیقت کا گماں
اب حقیقت کو بھی افسانہ بنا دیتے ہیں لوگ

غیر کے لطف و کرم اپنوں کا یہ جور و ستم
انبساط دل سمجھ کر دل جلا دیتے ہیں لوگ

قصۂ رنج و الم سنتے تھے پہلے خوش ہو کے
اب نہ جانے کس لئے آنسو بہا دیتے ہیں لوگ

تبصرے تنقید جس پر لوگ کرتے تھے کبھی
اب وہی میری غزل انور سنا دیتے ہیں لوگ

انور مینائی کاکوروی

سید احمد علوی پرنٹر و پبلشر نے سرفراز پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم نگر کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔